پر نبوت ختم ہو چکی" (کتاب البریہ ص۱۹۴)

(۵) "ما کان اللہ ان یرسل نبیا بعد نبینا خاتم النبیین وما کان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیا بعد انقطاعہا وینسخ بعض احکام القرآن" "اللہ تعالیٰ ہمارے نبی خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجے گا، اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوجانے کے بعد اُسے دوبارہ نہیں پیدا فرمائیگا، اور قرآن کے بعض احکام کو منسوخ نہیں کرے گا۔" (آئینۂ کمالاتِ اسلام ص۳۷۷)

(۶) "اب میں مفصلہ ذیل اُمور کا مُسلمانوں کے سامنے اقرار اس خانۂ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختمِ نبوت کا منکر ہو اُس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (تبلیغ رسالت ص۴۴ ج۲)

(۷) "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے قائل ہیں، اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختمِ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیرِ سایہ نبوت محمدیہ اور باتباعِ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے" کے قائل ہیں۔ (تبلیغ رسالت ص۲ ج۶)

(باقی باقی)

بعض احادیث مروجہ پر ایک نظر

(حضرت مولٰنا مفتی مہدی حسن صاحب)

"رسالہ دارالعلوم میں ایک صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بعض احادیث کے متعلق بعض متقدمین کی یہ رائے ظاہر کی تھی کہ یہ احادیث موضوع ہیں۔

حضرت مولٰنا مہدی حسن صاحب مفتی دارالعلوم نے اُن میں سے تیرہ احادیث کے متعلق ذیل میں گفتگو فرمائی ہے، اور اس طبقہ کی رائے ان احادیث کے بارہ میں نقل کی ہے جس نے اِن احادیث کو موضوع نہیں مانا ہے، حدیث کا فن ایک بہت وسیع اور طویل و عمیق فن ہے بعض احادیث کے متعلق ائمہ فن کا ایک طبقہ یہ رائے رکھتا ہے کہ یہ موضوع ہیں یا ضعیف ہیں، انہی کے متعلق دوسرا طبقہ اپنی معلومات کی بناء پر صحیح اور حسن ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ بہرحال ان تیرہ احادیث کے متعلق حضرت مفتی صاحب کی رائے درج ذیل ہے، پہلے وہ تیرہ ۱۳ احادیث درج کی جاتی ہیں جو یہاں زیرِ بحث آئی ہیں۔"

(قیصر)

---

(۱) لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ۔ "اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔"

(۲) أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ "میں علم و دانش کا شہر ہوں اور علیؓ اس کے لئے دروازہ ہیں۔"

(۳) إِنَّ الشَّمْسَ رُدَّتْ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ "حضرت علیؓ پر سُورج لوٹا دیا گیا تھا (تاکہ عصر کی قضا نماز پڑھ لیں)"

(۴) اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔ "یہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے (یہاں جو عمل

(۵) كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔ — "میں اُسوقت نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا"

(۶) صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ۔ — "تو سچا ہے اور تو اچھا ہے"

(۷) عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِيْ فَوَجَدْتُ مِنْهَا الْمَقْبُوْلَ وَالْمَرْدُوْدَ إِلَّا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ۔ — "میری اُمت کے اعمال مجھ پر پیش کئے گئے تو میں نے اُن میں مقبول اعمال بھی پائے اور مردود بھی۔ مگر اپنے اوپر درود کو دکہ اسے مقبول ہی پایا درود مردود نہیں ہوتا"

(۸) مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ — "خدا کو وہی پہچانے گا جو خود کو پہچان لے گا"

(۹) حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ۔ — "ہر بُرائی کی جڑ بس دُنیا کی محبت ہے"

(۱۰) مَا وَسِعَنِيْ أَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَلٰكِنْ وَسِعَنِيْ قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ۔ — "میری قدرت کی گہرائیوں کو نہ میرے آسمان سمو سکے اور نہ زمین سمو سکی البتہ میرے مومن بندے کا قلب سمو سکا"

(۱۱) مُوْتُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا۔ — "ظاہری موت کے پہلے تم (اپنے نفس کو مار کر) مرو"

(۱۲) أُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ فَإِنَّ طَلَبَ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ — "علم دین کا طلب کرنا ضروری ہے اگرچہ سفر کر کے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے کیوں کہ علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے"

(۱۳) مَنْ صَلّٰى خَلْفَ تَقِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلّٰى خَلْفَ نَبِيٍّ۔ — "جس نے کسی متقی و پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی"

الجواب!

(۱) حدیث "لولاک لما خلقت الافلاک" ان لفظوں سے ثابت نہیں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے تذکرۃ الموضوعات میں خلاصہ سے نقل کیا ہے "قال العسقلانی موضوع" عسقلانی نے کہا "یہ حدیث موضوع ہے"۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں کہ دوسری روایتوں میں ایسے الفاظ وارد ہیں جو اس کے معنی کی تائید و تقویت کرتے ہیں۔ اسی بنا پر مختلف مصنفین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے فقد روی الدیلمی عن ابن عباسؓ مرفوعا اتانی جبرئیل فقال قال اللہ یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار انتہی۔ علامہ عسقلانی نے المواہب اللدنیہ میں اور زرقانی نے اس کی شرح میں نقل کیا ہے "ان الحاکم اخرج فی مستدرکہ عن عمر مرفوعا ان آدم رأی اسم محمد مکتوبا علی العرش وان اللہ تعالٰی قال لآدم لولا محمد ما خلقتک وروی ابو الشیخ فی طبقات الاصفہانیین والحاکم عن ابن عباسؓ اوحی اللہ الی عیسٰی آمن بمحمد ومر امتک ان یؤمنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وفی سندہ عمرو بن اوس لا یدری من ھو قال الذہبی وعند الدیلمی عن ابن عباس رفعہ اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار انتہی (الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ)

ان روایتوں سے ثابت ہے کہ حدیث مذکور کے معنی صحیح ہیں اور اس سے ملتے جلتے لفظ دوسری روایتوں میں موجود ہیں جو موضوع نہیں ہیں مسئول عنہ حدیث میں صرف لفظ افلاک زائد ہے ورنہ "لولاک لما خلقت" کا جملہ دوسری مذکورہ روایتوں میں موجود ہے، اسی لئے ملا علی قاریؒ وغیرہ نے کہا کہ اس کے معنی صحیح ہیں، ایسی موضوع نہیں ہے جس کی قطعاً اصل نہ ہو۔

(۲) حدیث "انا مدینۃ العلم الخ" موضوع نہیں ہے جس کو ترمذی، حاکم، طبرانی، دارقطنی، ابو الشیخ، ابو نعیم وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے، اس کے مختلف طرق ہیں۔ بعض طرق کی اسناد حسن ہے۔ حافظ سخاوی نے المقاصد الحسنۃ میں اس پر مفصل بحث کی ہے، اور حافظ سیوطیؒ نے التعقبات صـ۵۶ میں اس کا رد کیا ہے جس نے اسکو موضوع کہدیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسکو حسن کہا ہے۔ غرض حدیث من گھڑت نہیں ہے۔ رواہ جماعۃ وصححہ الحاکم وحسنہ الحافظان العلائی و.....

[illegible]

(۳) ردالشمس کی حدیث من گھڑت اور موضوع نہیں ہے۔
حدیث صحیح ہے۔ "قد صححه الطحاوی وصاحب الشفاء
واخرجه ابن منده وابن شاهین من حدیث اسماء بنت
عمیس وابن مردویه من حدیث ابی هریرة اھ" (المقاصد الحسنۃ ص۲۲۶)
"وما ضعفه الاعصری متعصب الحدیث صح بتصحیحه
جماعة منهم القاضی عیاض اھ" (التعقبات علی الموضوعات ص۵۷)
جن لوگوں نے اسکو موضوع اور من گھڑت کہا صحیح نہیں۔

(۴) امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے
حافظ سخاویؒ نے اسکے متعلق یہ کہا ہے "لم اقف علیه"۔
میں اس سے واقف نہیں۔ مگر اس کے ہم معنی حدیث مسند الفردوس
میں ابن عمر کی مرفوع حدیث بلا سند مذکور ہے، نیز اسی کے ہم معنی
طارق بن اشیم کی حدیث مرفوع عقیلی نے کتاب الضعفاء
میں اور ابن لال نے مکارم الاخلاق میں، اور حاکم نے مستدرک
میں روایت کیا ہے، حافظ سخاوی المقاصد الحسنہ میں ناقل ہیں
ص۲۱۳ "وفی مسند الفردوس بلا سند عن ابن عمر مرفوعا
الدنیا قنطرة الآخرة فاعبروها ولا تعمروها وفی الضعفاء
للعقیلی وفی مکارم الاخلاق لابن لال من حدیث طارق
بن اشیم رفعه نعمت الدار الدنیا لمن تزود منها لآخرته
الحدیث وهو عند الحاکم فی مستدرکه وصححه
لکن تعقبه الذهبی بانه منکر وعبد الجبار یعنی
راویه لا یعرف انتهی"۔
اس عبارت سے ثابت ہے کہ حدیث کی اصل ہے زیادہ سے
زیادہ ضعیف ومنکر ہے لیکن موضوع اور من گھڑت نہیں ہے
لم اقف یا منکر کہنے سے موضوع ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(۵) حدیث کنت نبیا الخ ان لفظوں سے ثابت نہیں ہے۔
"متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد" الحدیث
حافظ سیوطی الدرر المنتثرہ میں لکھتے ہیں، حدیث کنت نبیا و
آدم بین الماء والطین لا اصل له بهذا اللفظ لکن
فی الترمذی متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح
والجسد وفی صحیح ابن حبان والحاکم من حدیث
العرباض ابن ساریة انی عند الله لمکتوب
خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته" اھ۔
وکذا اخرجه احمد والدارمی فی مسندیهما وابو نعیم
والطبرانی من حدیث ابن عباسؓ قال یا رسول الله
متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد واما
الذی علی الالسنة بلفظ کنت نبیا وآدم بین الماء
والطین لم اقف علیه بهذا اللفظ فضلا عن زیادة
وکنت نبیا ولا آدم ولا ماء ولا طین وقد قال
شیخنا فی بعض الاجوبة عن الزیادة انها ضعیفة
والذی قبلها قوی اھ" (المقاصد الحسنۃ)
صحیح حدیث یہ ہے کہ میں اُس وقت نبی تھا کہ آدم علیہ السلام
رُوح وجسد کے درمیان تھے یعنی جسم میں رُوح آدم کا نفخ
نہیں ہوا تھا کہ مجکو نبی مقرر کردیا گیا تھا میری نبوت اُس وقت
سے ثابت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اس وقت
نبی تھا کہ آدمؑ اُس وقت اپنی مٹی کے خمیر میں تھے یعنی انکا
جسم بھی تیار نہ ہوا تھا۔ اس مشہور حدیث میں اتنی اور زیادتی
ہے کہ میں اُس وقت نبی تھا کہ نہ اس وقت آدمؑ تھے نہ پانی تھا
نہ اُن کی مٹی تھی۔
حافظ ابن حجرؒ نے اِس زیادتی کو ضعیف کہا، اور اس سے
پہلے حصہ کو قوی کہا ہے۔
غرض بین الماء والطین، کے لفظ سے وارد نہیں،
مگر بین الماء والطین کے معنی ومفہوم کو ادا کرنے والی
دوسری روایات ہیں۔
حافظ سخاوی نے یہ کہا کہ بین الماء والطین کے الفاظ
سے حدیث کا مجکو علم نہیں، میں اس سے واقف نہیں جبتک
موضوع اور من گھڑت ہونے کا حکم حفاظ حدیث نہ کریں
اُس وقت تک کسی حدیث کو موضوع قرار نہیں دیا جاسکتا
ابوہریرہؓ کی حدیث ترمذی میں ہے۔ میسرۃ ضبی کی حدیث

کی تخریج حاکم - ابو نعیم، احمد بخاری نے اپنی تاریخ میں کی
ہے، تفصیل الآثار المرفوعہ میں ہے -

(۶) صدقت وبررت حدیث میں وارد ہے، علامہ شامیؒ
نے ردالمحتار میں نقل کیا ہے کہ جس وقت مؤذن الصلوٰۃ
خیر من النوم کہے تو سامع صدقت وبررت کہے کہ اس طرح
حدیث وارد ہوئی ہے، بناوٹی اور من گھڑت حدیث نہیں ہے،
"ولو رود خبر فیہ ورد بانہ غیر معروف واجیب بان
من حفظ حجۃ علی من لم یحفظ ونقل الشیخ اسمٰعیل
عن الشرح الطحاوی زیادۃ وبالحق نطقت" اھ

یہ خیال کہ مشہور روایات میں نہیں ہے اس امر کی دلیل نہیں
ہو سکتا کہ حدیث من گھڑت اور بناوٹی ہے، جن حضرات نے
روایت کیا ہے اور اس کو یاد رکھا وہ حجت ان راویوں پر ہیں،
جنہوں نے یاد نہیں رکھا اور روایت نہیں کیا - حافظ سخاویؒ
نے المقاصد الحسنۃ صـ۱۲۳ میں اسکو ذکر کیا اور اسی کو راجح قرار
دیا ہے، اگر موضوع اور من گھڑت حدیث ہوتی تو وہ فوراً موضوع
ہونے کا حکم کرتے، ان کی عبارت حسب ذیل ہے، اس سے ثابت
ہے کہ حدیث موضوع نہیں ہے -

"صدق رسول اللہ ھو کلام یقولہ کثیرون من العامۃ
عقب قول المؤذن فی الصبح الصلوٰۃ خیر من النوم
وھو صحیح بالنظر لکونہ صلے اللہ اقر بلالا علی قولہ
الصلوٰۃ خیر من النوم کما بینت ذلک فی القول المألوف
بل ثبت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر ابا محذورۃ
یقول ذلک ولذا کان استحباب قولہ وجہا ولکن
الراجح قول صدقت وبررت لاھذا انتھی" -

(۷) حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب
الدرر المنتثرہ صـ۱۶۹ میں ذکر کیا ہے اور اس کے بارے میں
یہ کہا ہے کہ "حدیث عرضت علی اعمال امتی فوجدت
منہا المقبول والمردود الا الصلوٰۃ علی لم اقف لہ
علی سند اھ" میں اسکی سند پر واقف نہیں ہوا، اتنا کہنے سے
اس کا موضوع اور بناوٹی ہونا ثابت نہیں ہو سکتا، کسی حدیث
کی سند نہ ملنا اور ہے اور موضوع ہونا اور ہے -

(۸) من عرف نفسہ فقد عرف ربہ - امام نوویؒ نے
اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ ثابت نہیں ہے، اور ابن السمعانی نے
کہا کہ یہ یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے - حدیث نہیں ہے -
حافظ جلال الدین سیوطیؒ الدرر المنتثرہ میں لکھتے ہیں صـ۲۰۷ :-
"حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ قال النووی
غیر ثابت وقال ابن السمعانی ھو من کلام یحییٰ بن
معاذ الرازی رضی اللہ عنہ اھ"-

(۹) حب الدنیا راس کل خطیئۃ کو بیہقی نے باسناد حسن
مرسل طریق پر شعب الایمان میں روایت کیا ہے - جن لوگوں نے
اس کو موضوع کہا ہے اسکو حافظ ابن حجرؒ نے رد کیا ہے، کہ
موضوع نہیں ہے، حافظ سیوطیؒ نے الدرر المنتثرہ صـ۱۳۷ میں
نقل کیا ہے، عبارت حسب ذیل ہے :-

"حدیث حب الدنیا رأس کل خطیئۃ البیہقی فی الشعب
من مراسیل الحسن مرفوعا وابن ابی الدنیا فی مکائد
الشیطان من کلام مالک بن دینار والبیہقی فی الزھد
من کلام عیسیٰ بن مریم وابن یونس فی تاریخ مصر
من کلام سعد بن مسعود قلت قد عد الحدیث فی
الموضوعات وتعقبہ شیخ الاسلام ابن حجر بان
ابن المدینی اثنی علی مراسیل الحسن والاسناد حسن الیہ
وقد اوردہ الدیلمی من حدیث علی بن ابی طالب وبیض لہ
فی مسندہ فلم یذکر لہ اسنادا وھو فی تاریخ ابن عساکر
عن سعد بن مسعود الصدفی التابعی بلفظ حب الدنیا
راس کل الخطاء انتھی" علامہ السید مرتضیٰ الزبیدی
نے مفصل اس کو اتحاف السادات المتقین صـ۱ ج۸ میں
بیان کیا ہے اور ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں شمار
کیا ہے - حافظ ابن حجرؒ نے ابن الجوزی کا رد کیا کہ موضوع کہنا
صحیح نہیں ہے - مرسل حدیث کی سند حسن ہے - علی بن المدینی نے

مراسیل حسن بصری کی تعریف کی ہے۔ ابوزرعہ کا قول ہے، بجز چار روایتوں کے اور مراسیل حسن کی اصل موجود ہے۔

"ولذا اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات ورد علیہ الحافظ ابن حجر بان ابن المدینی اثنی علی مراسیل الحسن وقال اذا رواھا عنہ الثقات صحاح وھذا فالاسناد الیہ حسن اھ۔ وقال ابوزرعۃ کل شئ یقول الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجدت لہ اصلا ثابتا ماخلا اربعۃ احادیث" انتہی

زیادہ تفصیل اتحاف میں ہے۔ نیز حافظ سخاوی نے المقاصد الحسنہ ص۸۷ میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ حافظ ابن تیمیہ وغیرہ نے اس کو موضوع کہہ دیا صحیح نہیں ہے، حافظ سخاوی نے اس پر رد کیا ہے۔

"البیھقی فی الحادی والسبعین من الشعب باسناد حسن لابی الحسن البصری رفعہ مرسلا واوردہ الدیلمی فی الفردوس وتبعہ ولدہ بلا اسناد عن علی رفعہ وھو عند البیھقی ایضا فی الزھد والی قولہ، وجزم ابن تیمیہ بانہ من قول جندب البجلی رضی اللہ عنہ وبالاول یرد علیہ وعلی غیرہ ممن صرح بالحکم علیہ بالوضع بقول ابن المدینی مرسلات الحسن اذا رواھا عنہ الثقات صحاح الخ۔"

الحاصل حدیث مذکور کو من گھڑت موضوع کہنا صحیح نہیں ہے، حدیث حسن ہے گو مرسل ہے مگر موضوع نہیں ہے

(۱۰) حدیث ما وسعنی الخ امام غزالی رحمہ اللہ نے اسکو احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے، حافظ عراقی نے تخریج الاحیاء میں بیان کیا ہے، میں نے اس کی اصل نہیں دیکھی "لم ار لہ اصلا"۔ حافظ سیوطیؒ الدرر المنتثرہ ص۱۹۷ میں اسکو ذکر کیا اور نقل کیا ہے "لا اصل لہ" نقل کرنیکے بعد کہا ہے "قلت اخرج الامام احمد فی الزھد عن وھب بن منبہ ان اللہ فتح السموٰت لحزقیل حتی نظر الی العرش فقال حزقیل سبحانک ما اعظمک یا رب فقال اللہ ان السموٰت والارض ضعفن عن ان یسعنی ووسعنی قلب المؤمن الوادع اللین" انتہی۔

اس سے ثابت ہوا کہ حدیث کی اصل ہے۔ حافظ سخاوی نے بھی المقاصد الحسنہ ص۱۷۶ میں ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے:-

"حدیث ما وسعنی سمائی ولا ارضی ولکن وسعنی قلب عبدی المؤمن ذکرہ الغزالی فی الاحیاء بلفظ قال اللہ لم یسعنی وذکرہ بلفظ ووسعنی قلب عبدی المؤمن اللین الوادع وقال مخرجہ العراقی لم ار لہ اصلا وکذا قال ابن تیمیۃ ھو مذکور فی الاسرائیلیات ولیس لہ اسناد معروف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعناہ وسع قلبہ الایمان لی ومحبتی ومعرفتی والا فمن قال ان اللہ تعالی یحل فی قلوب الناس فھو اکفر من النصاریٰ الذین خصّوا ذلک بالمسیح وحدہ" اھ۔ اس کے بعد حافظ سخاوی نے کتاب الزہد سے مذکورہ روایت نقل کی ہے، اس کے بعد محدث زرکشی کا قول نقل کیا ہے، کہ بعض اہل علم سے میں نے سنا ہے کہ مذکورہ حدیث باطل ہے اسکو ملاحدہ نے وضع کیا ہے۔ پھر حافظ سخاوی نے ابی عتبۃ الخولانی کی حدیث طبرانی سے نقل کی ہے جس سے ثابت ہے کہ حدیث کی اصلیت ہے، حافظ سخاوی کے نزدیک اس کا شاہد ہونے کی وجہ سے موضوع ہونا ثابت نہیں ہے، یہی خیال حافظ سیوطی کا ہے۔ حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں:- "قلت وقد روی الطبرانی من حدیث ابی عتبۃ الخولانی رفعہ ان للہ آنیۃ من اھل الارض وآنیۃ ربکم قلوب عبادہ الصالحین واحبھا الیہ الینھا وارقھا وفی سندہ بقیۃ بن الولید وھو مدلس لکنہ صرح بالتحدیث انتہی" (المقاصد ص۱۷۶)۔

سند میں گو بقیۃ بن الولید مدلس ہیں۔ لیکن تحدیث کی تصریح کی ہے اس لئے مظنۂ تدلیس نہیں رہا، اور حدیث حسن کے درجے پر پہونچ گئی۔ پس اب حدیث مبحوث عنہ موضوع نہیں ہی

زیادہ سے زیادہ ضعیف ہوگی، اور اگر یہ بھی تسلیم نہ ہو، تو پھر حدیث مذکور مختلف فیہ ہوگی۔ بعضوں نے بے اصل اور باطل کہا، اور بعض نے اس کی اصل تسلیم کرلی۔ ابن جوزی اور ابن تیمیہؒ وغیرہ متشددین میں داخل ہیں۔ اس کی بحث ظفر الامانی اور کتاب الرفع والتکمیل میں دیکھنی چاہیے۔

(۱۱) موتوا قبل ان تموتوا۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا، ثابت نہیں ہے۔ حافظ سخاوی نے اسکو المقاصد الحسنہ صفحہ ۲۰۶ میں ذکر کیا ہے" قال شیخنا انہ غیر ثابت اھ"

(۱۲) حدیث" اطلبوا العلم الخ"۔ اس حدیث کو ابن عدی اور بیہقی اور عقیلی اور ابن عبد البر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حدیث ہے من گھڑت اور موضوع نہیں ہے۔ حافظ سیوطی الدرر المنتثرہ میں لکھتے ہیں:-

"حدیث اطلبوا العلم ولو بالصین ابن عدی والعقیلی والبیہقی فی الشعب وابن عبد البر فی فضل العلم عن انس رضی اللہ عنہ انتھی" ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں داخل کیا۔ حافظ سیوطی نے التعقبات صفحہ ۴ میں اس کا رد کیا اور ثابت کیا کہ مختلف طرق سے مروی ہے جس کے مجموعہ سے حدیث حسن ہوجاتی ہے۔ چنانچہ محدث المزی صفحہ ۱ تہذیب الکمال نے تصریح کی ہے چار طرق سے حضرت انسؓ سے بیہقی نے روایت کیا ہے نیز ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی روایت کی ہے۔ ابو عاتکہ راوی کے طریق سے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور کہا متن مشہور اور اسناد ضعیف ہے، ترمذی کے رجال میں داخل ہے، کذب کے ساتھ کسی نے اسکو مجروح نہیں کیا، اور نہ کسی تہمت کے ساتھ متہم کیا۔ ابو یعلی اور ابن عبد البر نے کثیر بن شنظیر کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حدیث کے نصف ثانی کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ پس حدیث کو موضوع اور من گھڑت کہدینا غلط ہے۔ تعقبات کی عبارت حسب ذیل ہے:-

"حدیث انسؓ اطلبوا العلم الخ قلت اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان من طریقہ (ابی عاتکہ) وقال متن مشہور واسناد ضعیف وابو عاتکہ من رجال الترمذی لم یجرح بکذب ولا تہمۃ وقد وجدت لہ متابعا عن انسؓ اخرجہ ابو یعلی وابن عبد البر فی العلم من طریق کثیر بن شنظیر عن ابن سیرین عن انسؓ واخرجہ ابن عبد البر ایضا من طریق عبید بن محمد الفریابی عن سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن انس ونصفہ الثانی اخرجہ ابن ماجہ ولہ طرق کثیرۃ عن انس یصل مجموعہا الی مرتبۃ الحسن قالہ الحافظ المزی واوردہ البیہقی فی الشعب من اربع طرق عن انس ومن حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما" انتھی

حافظ سخاوی نے باب الالف صفحہ ۳۰ میں اسکو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ بیہقی، خطیب، ابن عبد البر اور دیلمی نے دو طریق سے روایت کیا ہے اور دونوں طریق سے حدیث ضعیف ہے۔ ابن حبان نے اس پر باطل ہونے کا حکم اور ابن الجوزی نے موضوعات میں داخل کیا ہے، اور المقاصد الحسنہ کے صفحہ ۱۳ باب الطاء میں حافظ سخاوی نے مفصل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ ظفر الامانی صفحہ ۹۳ میں بھی اس حدیث پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ الحاصل حدیث موضوع نہیں ہے۔ فرداً فرداً اپنے طرق کے اعتبار سے ضعیف ہے اور مجموعہ طرق و متابعات و شواہد کے اعتبار سے حدیث حسن ہے۔

(۱۳) حدیث من صلی خلف عالم تقی الخ کے بارے میں سخاوی نے المقاصد الحسنہ صفحہ ۱۴۲ میں صرف اتنا کہا ہے۔ "لم اقف علیہ بہذا اللفظ" ان لفظوں کے ساتھ میں اس حدیث پر واقف نہیں ہوا۔ صرف اتنی بات سے اس کا موضوع ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ جب احادیث میں یہ موجود ہے کہ علماء و خیار امت کو اپنی نمازوں میں امام مقرر کرو تاکہ تمہاری نمازیں پاک اور مقبول ہوں کہ وہ تمہارے اور اللہ تعالے کے درمیان وفد ہیں جنکو حاکم، طبرانی، دیلمی اور دار قطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے......

بقیہ احادیث مروّجہ پر ایک نظر

تو مذکورہ حدیث کے معنی کی تائید ہوتی ہے۔ محدث کبیر حافظ زیلعی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں نصب الرایہ ص۲۶ ج۲ میں صرف ایک لفظ کہا ہے "قلت غریب" میں کہتا ہوں غریب ہے۔ کسی حدیث کے متعلق غریب کا استعمال بھی اس کے موضوع ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

Scanned by CamScanner

جلد نمبر (۲۱) شمارہ نمبر (۱)

دار العلوم دیوبند کا علمی دینی ماہنامہ

دار العلوم

اپریل ۱۹۶۱ء

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا الحاج محمد طیب صاحب مدظلہ

مدیر

ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر

رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ

ہندوستان سے :۔ پانچ روپے ۲۵ نئے پیسے

پاکستان سے :۔ پانچ روپے ۲۵ نئے پیسے

ممالکِ غیر سے ۱۲ شلنگ

فی کاپی ۵۰ نئے پیسے (PER COPY 50.N.P.)

طابع و ناشر سید محمد ازہر شاہ قیصر مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس دہلی

مقام اشاعت دار العلوم دیوبند

فہرستِ مضامین

تحریر نمود سید علی احمد کاتب

ضروری اطلاعات !

(۱) وعدے پر رسالہ جاری نہیں کیا جائیگا جو خریدار لکھیں گے کہ انکی وی پی نہ بھیجی جائے وہ چندہ بھیجنے والے میں اُن کا نام رجسٹر سے کاٹ دیا جائیگا۔ (۲) جدید و قدیم خریدار وی پی کا انتظار نہ کریں، وی پی کا خرچہ بہت بڑھ گیا ہے منی آرڈر سے اپنا چندہ روانہ کریں، کوپن پر اپنا پورا پتہ خوشخط لکھنا ضروری ہے (۳) قدیم خریدار ۵ تاریخ تک اپنا چندہ روانہ کردیں اکثر خریدار ۱۵ تاریخ کے بعد چندہ بھیجتے ہیں جبکہ انکے نام وی پی جا چکی ہوتی ہے اس طرح دفتر کو خواہ مخواہ صرفہ وی پی کا نقصان ہوتا ہے۔ (۴) ہندوستانی خریدار انگریزی کی ۲۵ اور پاکستانی خریدار ۳۰ تک رسالہ کا انتظار کریں، ان تاریخوں تک رسالہ نہ ملے تو شکایتی خط لکھئے، ان تاریخوں سے پہلے یا بعد میں لکھے ہوئے خطوط کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔ (۵) ختم خریداری کی اطلاع پاکر فوراً یا اپنا چندہ روانہ کریں یا خریداری ختم کرنے کی اطلاع دیں ÷ (ناظم)